



قیامت کے دن لوگ، یا فرمایا بندے برائے، غیر مختون اور خالی اتھائے جائیں گے

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے ایک ایسی حدیث پہنچی جس میں ایک شخص نے رسول اللہ سے سنا تھا، تو میں نے ایک اونٹ خریدا، پھر میں نے اس پر اپنا رخت سفر باندھا، اور ان کا قصد کر کے ایک مہینہ چلتا رہا، یہاں تک کہ میں شام پہنچ گیا، وہاں مطلوبہ صحابی عبداللہ بن انیس سے ملاقات ہوئی میں نے چوکیدار سے کہا ان سے جا کر دو دروازے پر جابر سے، انہوں نے پوچھا عبد اللہ کے لڑکے؟ میں نے کہا: ہاں، چنانچہ وہ اپنے کپڑے کو گھسیٹتے ہوئے نکلا، اور مجھے گلا سے لگالیا اور میں نے بھی انہیں گلا سے لگا لیا، میں نے کہا کہ مجھے قصاص کے متعلق ایک حدیث کے بارے میں خبر پہنچی ہے کہ آپ نے اسے رسول اللہ سے سنا ہے تو مجھے خوف ہوا کہ اس حدیث کے سننے سے پہلے آپ یا میں مر جائیں، انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سنا: ”قیامت کے دن لوگ، یا کھائے بندے برائے، غیرمختون اور بے اٹھائے جائیں گے“، کہتے ہیں: ہم نے پوچھا ”بھمّا“ کا کیا مطلب ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ جس کے پاس کچھ نہ ہو پھر ان کو ایسی آواز سے پکارے گا جس سے بالکل اسی طرح سننے گا جیسے اسے وہ قریب سے سنتا ہے کہ میں ہی حقیقی بادشاہ ہوں میں بدلے لینے والا ہوں کسی جہنمی کے لیے بے مناسب نہیں ہے کہ وہ جہنم میں جائے اور اس کا کسی جنتی پر حق ہو یہاں تک کہ میں اس سے اس کے بدلے دلا دوں اور کسی جنتی کے لیے بے مناسب نہیں ہے کہ وہ جنت میں داخل ہو اور اس کا کسی جہنمی پر حق ہو یہاں تک کہ میں اس سے اس کا بدلے دلا دوں، حتیٰ کہ ایک طمانچہ کا بدلے کیوں نہ ہو ہم نے پوچھا کہ جب ہم اللہ کے سامنے برائے، غیرمختون اور خالی اتھائے حاضر ہوں گے تو کیسا لگے لگا؟ تو (نبی نے) جواب دیا کہ نیکی اور بدی کے ذریعے

[حسن] [اسے امام احمد نے روایت کیا ہے]

جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے خبر ہے کہ میں نے اس بات کا علم ہوا کہ عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ سے ایک ایسی حدیث سنی ہے جس میں انہوں نے کہا میں سنی ہے، تو انہوں نے ایک اونٹ خریدا، پھر اس پر اپنا رخت سفر باندھا اور ایک مہینہ تک سفر کرتے رہے یہاں تک کہ شام پہنچے اور عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر دربا ن سے کہا: کہ دو دروازے پر ہیں، عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ نے پوچھا عبد اللہ کے لڑکے؟ جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں، پس وہ تیزی سے نکلا اور اسی تیزی کی وجہ سے کپڑے کو گھسیٹتے ہوئے نکلا، اور دونوں گلا ملے جابر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ: مجھے قصاص کے متعلق ایک حدیث کے بارے میں خبر پہنچی ہے کہ آپ نے اسے رسول اللہ سے سنا ہے، تو مجھے خوف ہوا کہ میں اس حدیث کے سننے سے پہلے آپ یا میں مر جائیں، انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سنا: ”قیامت کے دن لوگ، یا فرمایا: بندے برائے، غیرمختون اور بے اٹھائے جائیں گے“، کہتے ہیں: ہم نے پوچھا ”بھمّا“ کا کیا مطلب ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ جس کے پاس کچھ نہ ہو یعنی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن لوگوں کو ایک جگہ اکٹھا کرے گا تاکہ ان سے حساب لیا جائے اور انہیں ان کے عمل کے اعتبار سے بدلے دیے، اس وقت وہ سب ننگے اور غیر مختون ہوں گے جیسا کہ انہیں ان کی ماؤں نے جنا تھا، ان کے پاس دنیا کی کوئی چیز نہیں ہوگی پھر فرمایا: ”پھر ان کو ایسی آواز سے پکارے گا“ پکارے بغیر آواز کے نہیں پائی جاتی اور بغیر آواز کے پکار سے لوگ آگے نہیں ہو سکتے، تو یہاں پر آواز کا ذکر نہ کیا تاکہ یہ لیا جائے اور یہ بات بالکل صریح اور واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسا کلام فرماتا ہے جس سے سنا جاتا ہے اور اس کلام میں آواز ہوتی ہے لیکن اس کی آواز مخلوق کی آواز کے مشابہ نہیں ہے اسی لیے فرمایا: ”اسے وہ بالکل اسی طرح سننے گا جیسے اسے وہ قریب سے سنتا ہے“ یہ صفت اللہ تعالیٰ کی آواز کے ساتھ خاص ہے اور مخلوق کی آواز کو آواز کی قوت و ضعف کے لحاظ سے صرف قریب سے سنا جا سکتا ہے اور

اس کے ثبوت میں کثرت سے نصوص وارد ہیں، اس میں سے ایک اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان: ﴿وَتَادَاهُمَا رَبُّهُمَا أَلَمَ أَتَّهَكُمَا﴾ اور ان کے رب نے ان کو پکارا، کیا میں تم دونوں کو اس درخت سے منع نہ کرچکا تھا؟﴾ اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان: ﴿وَتَادَيْتَاهُ مِنَ الْجَانِبِ الطُّورِ الْأَيْمَنِ وَقَرَّبْتَاهُ تَجِيًّا﴾ ”م نام نہ اسے طور کی دائیں جانب سے ندا کی اور رازگوئی کرتے ہوئے اسے قریب کر لیا“﴾ نیز اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان: ﴿وَإِذْ نَادَىٰ رَبُّكَ مُوسَىٰ أَنْ إِنَّا الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ﴾ ”اور جب تم ہمارے رب نے موسیٰ کو آواز دی کہ تو ظالم قوم کے پاس جا“ پھر فرمایا: ”میں بادشاہوں میں بدل دینے والا ہوں“ یعنی محشر میں کھڑے ہوئے سبھی جس ندا کو سنیں گے وہ، اس ندا کو دور کی مسافت سے اسی طرح سنیں گے جس طرح وہ قریبی مسافت سے سنتے ہیں۔ ”میں بادشاہوں میں بدل دینے والا ہوں“ پس وہی بادشاہوں میں جس کے ہاتھ میں آسمان و زمین اور جو کچھ اس میں ہے اس کی بادشاہت ہے، وہ الدیّان میں جو بندوں کو ان کے عمل کے مطابق بدل دے گا، پس جس نے خیر کے کام کیے اس کے عمل سے بہتر بدل دیگا اور جس نے شر کے کام کیے اس کے مستحق بدل دے گا پھر فرمایا: ”کسی جنمی کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ جہنم میں جائے اور اس کا کسی جنتی پر حق ہو یہاں تک کہ میں اس سے اس کا بدل دلادوں، اور کسی جنتی کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ جنت میں داخل ہو اور اس کا کسی جنمی پر حق ہو یہاں تک کہ میں اس سے اس کا بدل دلادوں، یہاں تک کہ تھیڑ کا بدل بھی یعنی: اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان عدل کے ساتھ فیصلہ فرمائے گا اور ظالم سے مظلوم کا حق لے گا، چنانچہ کوئی جنمی اس حال میں جہنم میں داخل نہیں ہوگا کہ اس کا کسی جنتی پر حق ہو، یہاں تک کہ اس کا حق اس سے دلایا جائے گا، اور یہی مکمل عدل کا تقاضا ہے کیونکہ کافر اور ظالم باوجود اس کے کہ وہ جہنم میں جائیں گے مگر ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا، اگر جنت والوں میں سے کسی کے پاس اس کا حق ہوگا تو ان سے لے کر اس کو دلایا جائے گا اور بالکل اسی طرح اللہ جنت کے ساتھ کیا جائے گا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی سے پوچھا: لوگوں کو کیسے ان کے حقوق دلایا جائیں گے جب کہ ان کے پاس دنیا کی کوئی چیز نہیں ہوگی؟ تو نبی نے فرمایا: ”نیکی اور بدی کے ذریعے“ یعنی حقوق کی ادائیگی اس طرح ہوگی کہ مظلوم ظالم کی نیکیاں لے لے گا اور جب ظالم کی نیکیاں ختم ہو جائیں گی تو مظلوم کے گناہوں کو لے کر ظالم کے گناہوں پر لاد دیا جائے گا پھر اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا جیسا کہ حدیث میں وارد ہے

<https://sunnah.global/hadeeth/ur/show/8319>



النجاة الخيرية
ALNAJAT CHARITY

